سلسلۂ نقشبندیہ کے نودریافت مأخذ کی اولین اشاعت

First Edition of the Newly Discovered Source of Naqashbandi Order

Dr. Iftikhar Ahmad Khan

Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Arabic,

Government College University, Faisalabad.

Abstract

The article entitled ''سلسلۂ نقشبندیہ کے نودریافت مأخذ کی اولین اشاعت'' deals with the review of latest book ''زاد المعاد''. The work under consideration was in the manuscript form. This great work was edited and translated from Persian into Urdu by a renowned scholar Muhammad Iqbal Mujaddadi. This source consists of four volumes which includes comprehensive preface, translation of the manuscript, editing, commentary and foot notes. The foot notes are encyclopedia in comprehensiveness. This work is a classic of the artistic beauty of prof. Muhammad Iqbal Mujaddadi in the field of editing and biographies.

Key Words: Manuscript, Muhammad Iqbal Mujaddadi, Editing, Translation, Commentary, Biographies, Persian, Urdu

تصوف صیانت عقیدہ اور تلاش احسن کی ایک ہمہ گیر تحریک ہے۔ اس پلیٹ فارم سے صوفیہ دنیا کے

مختلف خطوں میں دینِ اسلام کی تبلیغ ونشر واشاعت میں مصروفِ عمل ہیں۔ اس تحریک کے مختلف سلاسل اپنے اپنے طریقہ کے مطابق اس فریضہ کی انجام دہی میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان سلاسل طریقت میں سلسلہ سہروردیہ، چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور شاذلیہ معروف ہیں۔

برصغیر میں فروغِ اسلام میں چشتی، قادری، سہروردی سلاسل کا خاص مقام ہے تاہم بعد کے دور میں نقشبندی بزرگوں نے تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ اسلامی تشخص کے تحفظ میں خصوصی خدمات انجام دیں۔ اسی بنا پر برعظیم پاک و ہند میں سب سے زیادہ پذیرائی سلسلہ نقشبندیہ کو ملی۔ اس سلسلہ کے سرخیل وھادی احبابِ طریقت جنہوں نے اپنی زندگیاں کارِ خیر میں صرف کیں ان میں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ خصوصی تذکرہ کے مستحق ہیں۔

اسی طرح اس معروف سلسلہ پر کئی ایک کتب منظرِ عام پر آئیں جن میں ''روضہ قیومیہ''، ''حضرات القدس''، ''مقاماتِ معصومی''، ''مکتوباتِ امام ربانی''، ''مجددِ ہزارہ دوم''، ''تاریخ مشائخِ نقشبندیہ'' اور ''مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و دینی خدمات'' قابلِ ذکر ہیں۔ اس سلسلہ کی ایک اہم اور تازہ ترین کڑی محمد اقبال مجددی کی تالیفِ نو ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے اس نو دریافت ماخذ کا نام ''زاد المعاد'' ہے جو کہ تذکرہ خواجہ حسام الدین (۹۷۷۔ ۱۰۴۳ھ/ ۱۵۶۹۔ ۱۶۳۳ء) کو محیط ہے۔ آپ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی (۹۷۲۔ ۱۰۱۲ھ/ ۱۵۶۴۔ ۱۶۰۳ء) کے خلیفہ خاص تھے۔ یہ گراں قدر علمی و تحقیقی ورثہ نامور محقق و دانشور پروفیسر محمد اقبال مجددی کی مساعی جمیلہ کی بدولت منصۂ شہود پر آیا اور اس کی اشاعت کا سہرہ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز گوجرانوالہ کے نام ہے۔

موصوف محمد اقبال مجددی بن میاں نور محمد بن میاں محمد ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء کو قصور میں متولد ہوئے۔ آپ کے والد گرامی میاں نور محمد غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، والدہ محترمہ نواب بیگم (ف ۱۲ رمضان ۱۴۱۸ھ/ ۱۱ جنوری ۱۹۹۸ء) قصور کی رہنے والی تھیں۔ آپ کے والد گرامی بہت سادہ اور کریم النفس انسان تھے۔ ان کا تعلق قصور کی شیخ برادری سے تھا، لیکن اپنے نام کے ساتھ کبھی شیخ کا لفظ نہیں لکھتے تھے۔

آپ چھ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ جن کے نام سنین عمر کے اعتبار سے اس طرح ہیں: محمد اسلام، محمد سعید، محمد سلیم، محمد اشرف، محمد اقبال اور محمد یوسف۔ بہنوں میں اصغری بیگم، شکیلہ اور جمیلہ ہیں۔

ولادت:

آپ کی ولادت کے ایام قریب تھے کہ آپ کے والد کریم نے ایک شب خواب میں علامہ محمد اقبال کو

دیکھا، آپ کے والد علامہ کے بہت ہی مداح تھے۔ بانگِ درا اپنے پاس رکھتے تھے اور اس کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ علامہ نے خواب میں فرمایا کہ ''میاں صاحب! میرے والد کا نام بھی نور محمد تھا آپ کے ہاں جو بیٹا متولد ہو رہا ہے اس کا نام میرے نام پر محمد اقبال رکھنا۔ چنانچہ آپ کے والد محترم نے یہی کیا کہ ان کا نام علامہ محمد اقبال کے نام پر محمد اقبال رکھا۔ لڑکپن سے علامہ اقبال کے ہم نام ہونے کے باعث ان سے بڑی محبت رکھتے تھے اور اشتیاق رکھتے تھے کہ یہ ہستی کون ہیں؟

تعلیم کا آغاز:

آپ ابھی چار، پانچ سال کے تھے کہ آپ کے والد نے آپ کو ایم سی پرائمری سکول جہانگیر آباد، چوک ناخدا وسن پورہ، لاہور میں پہلی جماعت میں داخل کروا دیا۔ سکول کی عمارت چھوٹی تھی اور طلبہ کی تعداد بہت زیادہ، کلاسیں برآمدوں اور اسکول کی گراؤنڈ میں ہوتی تھیں۔

تصنیف وتالیف:

آپ کو کتب بینی کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ جس کے نتیجے کے طور پر آپ کا پہلا مقالہ نومبر ١٩٦٧ء میں معارف دار المصنفین، اعظم گڑھ انڈیا میں شایع ہوا اس وقت ابھی آپ دسویں جماعت کے امتحان سے فارغ ہی ہوئے تھے اور بی اے کے دوران ١٩٧٠ء میں آپ کی پہلی کتاب ''عبداللہ خویشگی کے احوال وآثار'' شایع ہوئی۔ اس طرح تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ جاری وساری رہا۔ آپ کی معروف ترین تصانیف وتالیفات میں سے:

مقاماتِ مظہری

مقاماتِ معصومی

حسنات حرمین

حدیقۃ الاولیاء

لطائف مدینہ

احوالِ مشائخِ کبار

رسائلِ در دفاع مجدد الف ثانی

تذکرہ علماء ومشائخِ پاکستان وہند

قابلِ ذکر ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''زادالمعاد'' بھی ہے۔ یہ علمی ورثہ مسمیٰ ''زادالمعاد'' چار مجلدات پر مشتمل ہے۔ کتاب کی پہلی جلد جامع و مدلل مقدمہ پر مشتمل ہے جو آپ کے تبحرِ علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس میں آپ نے نقشبندی مشائخ کی تحریک احیاءِ دین، احوال و آثار حضرت خواجہ باقی باللہ اور خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ پر گفتگو فرمائی ہے۔ ۳۶۵ صفحات پر مشتمل یہ جلد آپ کی گہری نظر اور عمیق مطالعہ کی عکاس و مصداق ہے جس میں آپ نے بڑے جامع لیکن مختصر انداز میں دریا کو کوزے میں بند کرنے کی سعی مشکور کی ہے۔ جس کی واضح و بین مثال وہ ہوامش و مصادر ہیں جو آپ نے مقدمہ میں دورانِ کلام ثبت و ذکر کیے ہیں۔ آپ نے ۸۱۵ سے زاید ہوامش و تعلیقات درج کی ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ صوفی ادب اور تاریخ کے مصادر آپ کے سامنے کھلی کتاب کی طرح مستحضر ہیں۔ آپ ان سے جو موتی لینا اور اُن کو اپنی تحریر میں پرونا چاہتے ہیں، جڑتے چلے جاتے ہیں۔

کتاب میں دیے گئے دیباچہ کا عنوان ''پہلی بات'' ہے۔ جس میں کتاب کی تالیف و تحقیق کا سبب ذکر کیا گیا ہے۔ آپ وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''سندھ کے ایک سفر کے دوران حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے احوال و مناقب پر خیر پور پبلک لائبریری میں زادالمعاد نام کا ایک مخطوطہ دیکھا تو بہت خوش ہوا، اس کی فوٹوسٹیٹ کاپی بنوائی، لاہور آ کر اس کا مطالعہ شروع کیا، اس امر پر تردد رہا کہ یہ خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ کی تصنیف کیسے ہوسکتی ہے؟ کیوں کہ اس وقت تک میں ان حضرات کی تصانیف سے ناواقف تھا، ایک روز حضرات القدس کی جلد اول پڑھ رہا تھا کہ اس کا ذکر ملا تو تردد و تامل جاتا رہا کہ یہ واقعی حضرت خواجہ کلاں کی تالیف ہے۔''(۱)

اسی طرح آپ ایک ماہر اور دقیق رس محقق کی طرح کتاب کے خطی نسخوں، مراکز، تعداد، حالت، زمنِ کتابت اور دورانِ تحقیق و تسوید اختیار کردہ علامات کا ذکر بھی بہت ہی احسن اور ایجاز و اختصار سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''پھر ۱۹۸۲ء کو انگلستان کے علمی سفر پر گیا تو کتاب خانہ انڈیا آفس، لندن کے ذخیرۂ دہلی کو بغور دیکھنے کا بھی موقع ملا۔ جس میں دیگر نوادر کے ساتھ زادالمعاد کا بیش بہا خطی نسخہ بھی موجود تھا، اس کی مائیکروفلم حاصل کر لی۔ خیر پور والے نسخہ کی بنیاد پر اس کی نقل تو تیار کر ہی چکا تھا، لندن یونیورسٹی نے مائیکروفلم ریڈر بھی تحفہ کے طور پر دے دیا تھا۔ جو مرمت کروانے والا تھا،

عرصہ تک کوئی ماہر شخص نہ مل سکا، پھر خوش قسمتی سے پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے شعبہ عکسیات کے ماہر ادریس صاحب نے اس کی ایسی مرمت کی کہ اب تک صحیح کام کر رہا ہے۔

۱۹۹۰ء کے وسط میں ہندوستان کے طویل سفر پر گیا تو دہلی میں روضہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری نصیب ہوئی آپ کے احاطہ قبور دیکھیں تو وہاں ایک خادم نے نشان دہی کی کہ خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن مبارک حضرت کے مرقد سے قدموں کی طرف کچھ فاصلہ پر ہے، معروف محقق ڈاکٹر نثار احمد فاروقی ہمراہ تھے انہوں نے اپنے کیمرے پر اس کی تصویر بنا کر دی جو کتاب حاضر میں شامل ہے لیکن پوری کوشش کے باوجود خواجہ حسام الدین کی اولاد کا وہاں کے خادموں اور اہلِ علم سے پتہ نہ چل سکا۔

بہر حال دونوں مذکورہ خطی نسخوں کے تقابل سے ایک دوسرے کی کمی پوری کرنے کی سعی کی گئی ہے، پھر بھی نسخہ انڈیا آفس کے کرم خوردہ ہونے اور روشنائی کے سرخ و مدہم ہونے کے باعث چند مقامات سے پڑھا نہیں جا سکتا۔

خیر پور والے نسخہ کو حواشی میں نسخہ خ اور انڈیا آفس لائبریری کے نسخہ کو نسخہ (ا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اول الذکر ناقص الاخر ہے جو لاحقہ اول کے درمیان نواب قلیج خان کے احوال پر ختم ہو جاتا ہے اور نسخہ ثانی (ا) جا بجا کرم خوردہ بھی ہے لیکن ہے وہ آخر تک کامل ہے سال کتابت ۱۱۰۳ھ ہے یعنی کتاب کی تکمیل (۱۰۴۴ھ) کے ۵۹ سال بعد کتابت کیا گیا ہے۔"(۲)

اسی جلد میں حیاتِ خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مآخذ کا مختصر و جامع تذکرہ ہے جو آپ کے وسعتِ مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ مآخذ دو قسم کے ہیں۔ پہلا حصہ کتب تاریخ کے تعارف پر مشتمل ہے جن میں زیادہ تر خواجہ حسام الدین کے والد گرامی نواب غازی خان بدخشی کے حالات اور ان کی ملکی مہمات کا ذکر ہے۔ دوسرے حصہ میں آپ نے صوفیہ کے ان تذکروں کا تعارف کروانے کی سعی کی ہے جن میں خواجہ موصوف کے روحانی حالات و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ آپ نے ان سب کا تعارف ترتیبِ زمانی سے کروایا ہے تا کہ آپ کے احوال پر لکھی جانے والی مستقل کتاب "زاد المعاد" کی اہمیت واضح ہو سکے۔ آپ نے جن کتب کا تعارف کرایا، ان مصادر اور مؤلفین کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ اکبری از حاجی محمد عارف قندھاری، جس میں اکبر بادشاہ کی ولادت سے ۱۵۸۱ء تک کے واقعات درج ہیں۔

۲۔ طبقاتِ اکبری مؤلفہ خواجہ نظام الدین احمد ہروی (ف ۱۰۰۳ھ/ ۱۵۹۴ء) یہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کی ایک عام تاریخ ہے جو محمود غزنوی کے حملوں سے لے کر اکبر بادشاہ کے ۳۸ سال جلوس ۱۰۰۲ھ/ ۱۵۹۳ء تک کے واقعات کو محیط ہے۔

۳۔ اکبر نامہ از ابوالفضل علامی۔ تین جلدوں پر مشتمل اس کتاب میں بابر سے ہمایوں کے عہد تک کے واقعات، جبکہ دوم اور سوم اکبر کی تاریخ سے متعلق ہیں۔

۴۔ آئینِ اکبری مؤلفہ ابوالفضل علامی۔ یہ اکبر نامہ کا تکملہ ہے جس میں عہدِ اکبر کے انتظامی امور کی تفصیلات ملتی ہیں۔

۵۔ منتخب التواریخ مؤلفہ عبدالقادر بدایونی۔ یہ کتاب ہندوستان کے مسلم عہد کی عام تاریخ کا احاطہ کیے ہوئے ہے جس کا آغاز سبکتگین کے عہد سے ہوتا ہے اور اکبر بادشاہ کے ۱۴ سال جلوس ۱۵۹۶ء تک کے واقعات پر ختم ہوتی ہے۔

۶۔ مآثر رحیمی مؤلفہ عبدالباقی نہاوندی۔ تین جلدوں پر مشتمل یہ کتاب مرزا عبدالرحیم خانِ خاناں کے اجداد کے احوال و کمالات، فتح سندھ کے لیے جانے کی روداد اور آخری جلد میں خانِ خاناں سے متوسل علماء، مشائخ اور شعراء کے حالات کا مفصل تذکرہ ہے۔

۷۔ توزک جہانگیری۔ یہ جہانگیر کی نوشتہ ڈائری ہے، جو تین مراحل میں مکمل ہوئی جن میں محمد خان اور محمد ہادی کا کردار بہت اہم ہے۔

۸۔ مجالس جہانگیری مؤلفہ عبدالستار

۹۔ پادشاہ نامہ مؤلفہ محمد امین معروف بہ امینا قزوینی

۱۰۔ پادشاہ نامہ مؤلفہ عبدالمجید لاہوری و محمد وارث

۱۱۔ عمل صالح مؤلف محمد صالح کنبو لاہوری

۱۲۔ ذخیرۃ الخواتین مؤلفہ شیخ فرید بھکری

۱۳۔ مآثر الامراء مؤلفہ عبدالرزاق صمصام الدولہ

۱۴۔ کلیات خواجہ باقی باللہ

۱۵۔ مکتوبات امام ربانی از مجدد الف ثانی

۱۶۔ کلمات الصادقین از خواجہ محمد صادق ہمدانی کشمیری

۱۷۔ خلاصۃ المعارف مؤلفہ شیخ آدم نبوڑی

۱۸۔ زبدۃ المقامات مؤلفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی

۱۹۔ زادالمعاد از خواجہ عبید اللہ ملقب بہ خواجہ کلاں

۲۰۔ رباعیات و شرح رباعیاتِ خوجہ خرد از خواجہ دین خواجہ باقی باللہ

۲۱۔ حضرات القدس مؤلفہ ملابدرالدین سرہندی

۲۲۔ مجمع الاولیاء از ملابدرالدین

۲۳۔ سنوات الاتقیاء از ملابدرالدین

۲۴۔ طبقات شاہ جہانی مؤلف خواجہ محمد صادق ہمدانی کشمیری

۲۵۔ سکینۃ الاولیاء تالیف شہزادہ داراشکوہ

۲۶۔ اسراریہ تالیف کمال محمد سنبھلی واسطی

۲۷۔ مقامات معصومی مؤلفہ میر صغیر احمد معصومی

۲۸۔ روضۃ القیومیہ مؤلفہ کمال الدین محمد احسان

۲۹۔ تاریخ محمدی از میرزا محمد بن رستم

۳۰۔ انفاس العارفین تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۳)

کتاب ھذا کی دوسری جلد زادالمعاد کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ یہ ترجمہ بے شمار فنی محاسن سے متصف ہے جس میں کہیں بھی آورد کا پہلو نظر نہیں آتا اور فن کے کمال کو پہنچا دکھائی دیتا ہے۔ نمایاں ترین سمات و میزات اور محاسن میں سے:

۱۔ کلماتِ جزلہ و مالوفہ کا استعمال

۲۔ الفاظ و تراکیب کا حسین امتزاج

۳۔ اسلوبِ حکیم

۴۔ نہایت ہی شستہ و سلیس عبارتیں

قابلِ ذکر ہیں اور اگر کہیں اصل نسخہ میں سقط واقع ہو یا کسی سبب سے نص غیر مقروءہ تھی اس کی وضاحت بھی ہوامش میں کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ۲/۲۶۰ کی سطرتین پر تعلیق ملاحظہ ہو:

''اصل مخطوطہ میں عنوان کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی تھی اس لیے مائیکروفلم میں یہ

الفاظ نہیں آسکے۔''(۴)

اسی طرح کا عمل دیگر جگہوں پر بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

''زادالمعاد'' کی تیسری جلد اصل متنِ مخطوط جو کہ فارسی زبان میں ہے پر مشتمل ہے۔ جو آپ کی کاوش کے نتیجہ میں منظرِ عام پر آئی۔ یہ مسودہ فاتحۃ الکتاب، خاتمہ اور لاحقہ پر مشتمل ہے۔ فاتحۃ الکتاب میں خواجہ حسام الدین کے خصائل وفضائل کا ذکر ہے۔

مقصد اول: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نسب اور عمر کے متعلق ہے جو کہ چار فصول پر مشتمل ہے۔

مقصد ثانی: آپ کی عبادات کے متعلق ہے جو کہ تین فصول پر مشتمل ہے۔

مقصد ثالث: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات وہدایت کا طریقہ کے متعلق ہے یہ مقصد بھی تین فصول پر مشتمل ہے۔

جبکہ خاتمہ کتاب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرضِ رحلت اور اس پر ملال پر محیط ہے۔ اور اسی طرح لاحقہ کتاب خواجہ حسام الدین کے تمام اصحاب واحباب کے مختصر حالات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

آپ کی یہ تحقیقی کاوش بھی بے شمار تسویدی (Editing) میزات سے بھی متصف ہے۔ جن میں تصحیح نص، خرم النص کی نشاندہی، توضیح نص، سقط نص، تقابل بین النسخ، تعارفِ اعلام واماکن، اختلافِ آراء کا ذکر، مؤرخین وعلماء کی اغلاط کی نشاندہی، تحویل إلی الأ ماکن الحقیقۃ، تحویل إلی المصادر، استنباطِ نتائج، تصحیف وتحریف کی نشاندہی وتوضیح، تقابل بین الاقوال والآراء والابیات، فہارس موضوعات ومصادر ومراجع قابلِ ذکر ہیں۔

جہاں تک مؤرخین وعلماء کی اغلاط کی نشاندہی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں آپ نے جگہ جگہ اس کی نشاندہی کی ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر اکرام چغتائی (مؤلف رودِ کوثر) سے جو سہو ہوئے ان کی طرف اس انداز سے اشارہ اور تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''خواجہ حسام الدین احمد خانِ خانان کے ساتھ دکن کی مہم کو گئے اس اثنا میں فقراء سے ملتے رہے اور محبتِ الٰہی کا جذبہ ایسا غالب ہوا کہ ترکِ دنیا کا فیصلہ کیا۔ (رودِ کوثر: ۲۱۶)''

اس پر نقد کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

> ''جیسا کہ ہم معاصر کتبِ تاریخ سے ثابت کر چکے ہیں کہ خواجہ حسام الدین احمد پر روحانی جذبہ خانِ خانان کے ساتھ مہم سندھ (۹۹۹ھ/ ۱۵۹۰ء) کے دوران پیش آیا تھا۔ آپ اس کے ساتھ دکن گئے ہی نہیں بلکہ مذکورہ سن میں ہی میں ترکِ ملازمت کے بعد گوشہ نشینی اختیار

کرلی تھی۔(۵)

(مہم سے) یہاں (دہلی) پہنچے تو خواجہ باقی باللہ کے مرید ہوئے۔(رودِکوثر:۲۱۶)

اس پر تبصرہ اس انداز سے فرمایا:

''خواجہ حسام دین احمد ملازمت ترک کرتے ہی حضرت خواجہ کے مرید نہیں ہوئے تھے بلکہ ایک عرصہ بعد ایسا ہوا۔ مدتوں آپ جنگلوں اور صحراؤں میں رہے۔ حضرت خواجہ سے متعدد مرتبہ لاہور میں ملاقات ہوئی پھر جب آپ خلافت یاب ہوکر ۱۰۰۶ھ کولاہور آئے تو بیعت کی۔''(۶)

''جب حضرت خواجہ نے وفات پائی تو ان کے دونوں بیٹے خرد سال تھے۔ ان کی عمر دو سال سے زیادہ نہ تھی۔(رودِکوثر:۲۱۷)

اس پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر اکرام کا یہ بھی محض قیاس ہے جیسا کہ ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں کہ وصال حضرت خواجہ (۱۰۱۲ھ) کے وقت خواجہ کلاں دو سال چار ماہ کے اور خواجہ خُرد دو سال کے تھے۔''(۷)

''خواجہ حسام الدین کی مفصل سوانح عمری حضرت خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادے خواجہ کلاں نے لکھی وہ اب دستیاب نہیں ہوتی۔(رودِکوثر:۲۱۷)''

اس پر آپ نے نقدان الفاظ میں فرمائی:

''ڈاکٹر اکرام کا یہ جملہ بے معنی ہے انہوں نے اس سلسلہ میں اپنا ماخذ نہیں بتایا کہ سوانحِ خواجہ حسام الدین مؤلفہ خواجہ کلاں کی اطلاع انہیں کہاں سے ملی؟ ظاہر ہے کہ یہ معلومات حضرات القدس کی جلد اول سے ماخوذ ہیں، خوش قسمتی یہ کتاب حاضر یعنی زاد المعاد وہی نادر الوجود نسخہ ہے جس کے نہ ملنے کی طرف ڈاکٹر اکرام نے اشارہ کیا ہے۔''(۸)

ڈاکٹر اکرام نے مزید لکھا ہے: آپ (خواجہ حسام الدین) کو اور شیخ محدث کو دہلی سے چلے جانے کا حکم دیا۔(رودِکوثر:۲۱۷)

اس پر آپ نے دارا شکوہ کے حوالہ سے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ جب جہانگیر کشمیر میں تھا تو اس نے ان دونوں حضرات کو کشمیر طلب کیا، اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

پادشاہ فرمود کہ شیخ عبدالحق و مرزا حسام الدین را از دہلی بحضور بیاورند۔(داراشکوہ:سکینۃ الاولیاء:۱۱۵)

یہاں تو ان حضرات کو دہلی سے کشمیر طلب کرنے کا ذکر ہے، دہلی سے اخراج کا کوئی اشارہ نہیں ہے۔"(۹)

ڈاکٹر اکرام نے مزید لکھا ہے:

"خواجہ حسام الدین کی وفات کے بعد ان کی بی بی نے ان کے نیک کام جاری رکھے، اپنے بھائیوں اور خویشوں سے منہ موڑ لیا اور جب تک جیتی رہی بارہ ہزار روپے سالانہ جو خانِ خانان کی دی ہوئی جاگیر سے آتا تھا، حضرت خواجہ کی خانقاہ کے خرچ کے لیے بھیجتی رہی۔ (رودِکوثر:۲۱۹)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں:

"ایس ایم اکرام کے اس قول میں دو بنیادی غلطیاں ہیں:

اول یہ کہ خواجہ حسام الدین کی وفات کے بعد آپ کی بی بی نے ان کے نیک کام جاری رکھے اور اپنے بھائیوں سے منہ موڑ لیا۔ جیسا کہ ہم زاد المعاد کے حوالہ سے متعدد مرتبہ لکھ آئے ہیں کہ خواجہ حسام الدین کی زوجہ فاطمہ بنت ملا مبارک ناگوری کا انتقال آپ کے حینِ حیات ۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۳ء کو ہی ہو گیا تھا، در اصل آپ کی زوجہِ ثانی بی بی زہریٰ (نکاحِ حدود ۱۰۲۵ھ) نے آپ کے وصال کے بعد آپ کے نیک کاموں کو جاری رکھا تھا۔ اس کا زوجہ اول سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈاکٹر اکرام کی یہاں دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ خانِ خانان نے ان کو جو جاگیر دی تھی جس کی سالانہ آمدنی بارہ ہزار روپے آتی تھی، ایسا نہیں ہے بلکہ ذخیرۃ الخوانین کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں کہ وہ ہر سال بلاناغہ حضرت خواجہ کی خانقاہ کے خرچ کے لیے بارہ ہزار روپے بھیجا کرتا تھا۔ اس نے کوئی جداگانہ جاگیر حضرت خواجہ حسام الدین احمد کو نہیں دی تھی۔"(۱۰)

اس مختصر سی گفتگو سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ کے تبصرے اور نقد کا منہج عالمانہ اور محققانہ ہے۔ آپ دلائل اور شواہد کے ساتھ بات کو رد کرتے ہیں اور اگر وہ بات آپ پہلے ذکر کر چکے ہوں تو اس کی طرف بھی اشارہ کر دیتے ہیں۔ گویا کہ یہ بات آپ کے پیشِ نظر ہوتی ہے کہ آپ نے کیا کیا ہے، کیا کر رہے ہیں اور کیا کریں گے۔

''زادالمعاد'' کی چوتھی اور آخری جلد تعلیقات وتوضیحات پر مشتمل ہے جو معلومات ومعارف کا خزینہ ہیں اور وہ اس قدر مفید اور جامع ہیں کہ ان کی اساس سے ایک عظیم وضخیم تراجم کا انسائیکلوپیڈیا وجود میں لایا جاسکتا ہے اور اس میں مضمر دقیق مسائل علماء ومحققین کے لیے مشعلِ راہ ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ علماء ومحققین کی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو ضبط نص اور تعلیق نگاری کے نہ صرف حامی بلکہ اصول وضوابط کے خالق ہیں اور محققین علماء کے لیے نئی راہوں اور سمتوں کا تعین کرنے والے اور راہنمائی فرمانے والے ہیں۔

♦♦♦

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد اقبال مجددی، زادالمعاد، مقدمۂ کتاب بعنوان: پہلی بات، گوجرانوالہ: تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، ص:۱

۲۔ ایضاً، ص:۱۔۲

۳۔ ایضاً، ۱/ ۲۹۲۔۳۲۵

۴۔ ایضاً، ۲/ ۲۶۰

۵۔ ایضاً، ۱/ ۳۲۳

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً، ۱/ ۳۲۴

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً، ۱/ ۳۲۵

♦♦♦